داڑھی کی مقدار اور اس کی شرعی حیثیت پر ایک مدلل و مبرہن معلوماتی کتاب بنام

داڑھی کی شرعی حدو حیثیت

مصنف

مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

ناشر: البرکات اکیڈمی، خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داڑھی کی شرعی حدوحیثیت

تصنیف لطیف

شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی، برکاتی علیہ الرحمہ
قاضی القضاۃ نیپال، بانی خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

تدوین وتخریج
ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی، نیپال)

ناشر
البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لوہنہ شریف جنکپور (نیپال)

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

نام کتاب: داڑھی کی شرعی حدوحیثیت
مصنف: شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ
خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)
تاریخ تصنیف: محرم الحرام ۱۴۱۱ھ
تدوین وتخریج: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی، نیپال)
ڈزائن:
ناشر: البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لوہنہ شریف جنکپور (نیپال)

{ملنے کے پتے}

خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)
barkatussunnah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	سخنہائے گفتنی	4
2	ایک مشت داڑھی واجب ہے	6
3	داڑھی کی حدو حیثیت دلائل کی روشنی میں	6
4	جمال مصطفیٰ ﷺ	9
5	حضور ﷺ کی داڑھی مبارک	11
6	حضور ﷺ اور خلفا کی داڑھی مبارک	11
7	غوث پاک کی داڑھی لمبی تھی	11
8	حدیث فطرت کی توضیح	12
9	داڑھی تراشنے اور مونڈنے کا حکم	16
10	داڑھی مونڈانا مثلہ ہے	19
11	داڑھی امام غزالی رحمہ اللہ کی نظر میں	20
12	مثلہ کا شرعی حکم	23
13	عورت اور غیر قوم سے مشابہت کا حکم	26
14	ایک مشت داڑھی اور حضرت عمر کا عمل	26
15	داڑھی کی حدو حیثیت پر جامع گفتگو	31
16	ایک مشت سے زائد داڑھی کا حکم	32
17	داڑھی اگر لمبی ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے	36
18	داڑھی اور مونچھ کی موڈرن ڈیزائن	39

سخنہائے گفتنی:

۱۰/محرم ۱۴۱۱ھ کو بمبئی سے ایک استفتاء آیا جس میں داڑھی کی حد، لمبائی اور داڑھی نہ رکھنے والے بے ریش کے پیر سے بیعت ہونے کا حکم دریافت کیا گیا تھا۔ چونکہ داڑھی مونڈے پیروں کی دھاندلی اور پھر غیر شرعی حرکت عروج پر، بہت سے علاقوں میں شریعت مطہرہ کا مذاق بنانے لگی، ایسے بہروپیا پیروں کے کانوں کی بالیوں، ہاتھوں میں نصف درجن انگوٹھیوں اور تصور میں کعبہ میں نماز پڑھنے کی لاف زنی نماز اور دیگر شرعی احکام کو کو ہلکا کرنے لگی تھی، عوام الناس کو عبادتوں سے دور کرنے لگی تھی، نماز کی اہمیت کو گھٹانے لگی تھی اور اندیشہ تھا کہ ایسے جعلی پیروں کی جال و چال میں پھنس کر لوگ کہیں گمراہ نہ ہو جائیں اس لئے ضروری تھا کہ ایسے مکاروں کا پردہ فاش کیا جائے، لوگوں کو ایسے مذہبی لٹیروں سے دور کیا جائے۔ علما تحریر و تقریر میں رد بھی کرتے تھے، مگر کچھ لوگ اس طرح جعلی پیروں کے عشق کے جال میں پھنس چکے تھے کہ علمائے حق گو کی نصائح کو نظر انداز کرنے لگے اور انہیں پر طنز کرنے لگے اور آج بھی بہت سے علاقوں میں کئی ایک ایسے جعلی پیر چکر لگا کر ان علاقوں کی عوام کو اپنی غیر شرعی حرکت سے شریعت کے احکام سے آزاد کرنے میں لگے ہوئے ہیں، جو نہایت ہی افسوس کا مقام ہے۔

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے حالات و ماحول کو دیکھتے ہوئے اس استفتا کا مدلل و مفصل جواب تحریر فرمایا جو کہ ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا، یہ کتاب اسی سوال کا تفصیلی جواب ہے۔ آپ نے مختلف طریقوں اور انداز و جہت سے ایک مشت داڑھی کے وجوب پر مدلل و مبرہن گفتگو فرمائی ہے اور ایک مشت سے کم داڑھی کو خلاف سنت و شریعت اور اسلاف کے طریقوں کے خلاف ثابت فرما کر یہ حکم شرعی تحریر فرمایا ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا ہی سنت اور مطلوب و مقصود شریعت ہے اور اس سے کم کرنا فسق و معصیت ہے۔

آپ نے اپنی تحریر میں حضور رحمت عالم ﷺ کے سیرت و کردار پر نور اور جمال جہاں آرا کا بھی بہت ہی خوبصورت انداز میں کتب سیرت کے حوالے سے گفتگو فرمائی ہے ،جس سے حضور ﷺ کی محبت وعقیدت اور بڑھ جاتی ہے۔ جب آپ ﷺ کے رخ انور کا ذکر فرمایا ہے تو آپ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے رخ پر نور پر داڑھی کے بال مبارک کی حد کیا ہوتی ،طول وعرض میں کتنی مقدار ہوتی ،اسے کئی حوالوں سے مدلل فرما کر اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے آقا و مولیٰ حضور پر نور محمد عربی ﷺ کی سیرت و کردار کے سانچے اپنی زندگی کو ڈھال کر کامیاب بنانا چاہئے۔

یہاں یہ بات واضح کردوں کہ اس رسالہ پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی حیات میں ہی کام کیا تھا ،مگر شائع نہیں ہوسکا اور دوبارہ مارچ 2024ء کے پہلے ہفتہ میں تقریبا دس بارہ سال بعد پھر اس رسالہ کو شائع کرنے کے ارادے سے اس کی ورق گردانی اور پروف ریڈنگ شروع کی اور کہیں کہیں قوسین میں وضاحت بھی۔ جبکہ قوسین کی بہت سی وضاحتیں خود حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے کی ہے۔ ترجمہ بھی تقریبا تمام احادیث مبارکہ اور فقہی عبارتوں کا آپ نے خود ہی فرمایا ہے۔ جس کی وجہ سے رسالہ کی قدر و قیمت اور افادیت میں چار چاند لگ گئے ہیں۔ نیز کتاب کا نام بھی فقیر نے ہی رکھا ہے اور سرخیاں بھی کتاب میں فقیر نے ہی لگائی ہے۔ کچھ مقامات پر ہوسکتا ہے میں نے وضاحت کردی ہو مگر یہ مجھے یاد نہیں کہ ایک زمانہ ہوگیا اس پر کام کئے ہوئے۔ بس اتنا یا درکھیں کہ جہاں جہاں کمی و اغلاط نظر آئیں سمجھ جائیں کہ وہ فقیر کی تحریری دخل اندازی کے سبب ہیں مصنف علیہ الرحمہ کی طرف انہیں منسوب نہ کی جائیں۔

گدائے مرشد

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ تاراپٹی، دھنوشا (نیپال)

28/شعبان المعظم 1445ھ مطابق 9/مارچ 2024ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وھو بالمئومنین رؤف رحیم وعلیٰ اٰلہٖ الطیبین الطاھرین واصحابہ المکرمین المعظمین واولیائہ وعلماء ملتہ الیٰ یوم الدین۔

امابعد!

ایک مشت داڑھی واجب ہے:

داڑھی ایک مشت نیچی رکھنی بحکم احادیث وارشادات ائمہ واجب ولازم اور اس کا تارک فاسق وآثم ،اس کا مونڈانا اور ایک مشت سے کم کرنا حرام وگناہ اور اس کی عادت کھلا فسق اور ایسا آدمی لائق بیعت و ارادت نہیں ۔ پیر کا منصب ہدایت ورہبری ہے نہ کہ ضلالت وگمرہی۔ ع

اوخود گم است کرا رہبری کند

داڑھی کی حد وحیثیت دلائل کی روشنی میں:

(۱)عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال خالفوا المشرکین وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۸۷۵: پ: ۲۴، مطبوعہ مجلس برکات مبارکپور)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مشرکوں کا خلاف کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں خوب پست کرو۔

(۲) عن ابن عمر قال قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۸۷۵: پ: ۲۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معاف رکھو۔

(۳) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ۔

(مسلم شریف ج:۱ص ۱۲۹، ترمذی ج: ۲ص:۱۰۵ مکتبہ ملت دیوبند، نسائی ج:۲ص ۲۷۴، شرح معانی الآثار ج:۲ص:۳۰۷ مکتبہ ملت دیوبند، ریاض الصالحین ص ۴۳۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا موخوب کم کرو اور داڑھیاں بڑھنے دو۔

(۴) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ۔

(مسلم ج:۱ص ۱۲۹، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵ مکتبہ ملت دیوبند، موطا امام مالک ص:۳۷۶، ابوداؤد ص:۲۳۳)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللحیٰ وخالفوا المجوس۔

(مسلم شریف ج:۱ص ۱۲۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مونچھیں کتر واور داڑھیوں کو چھوڑ واور مجوس کی مخالفت کرو۔

دس چیزیں سنت ہیں:

(۶) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواك و استنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الا بط وحلق العانۃ و انتقاص الماء ۔قال زکریا قال مصعب ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ زاد قتیبۃ قال وکیع انتقاص الماء یعنی الاستنجاء۔

(مسلم شریف ج:۱ص ۱۲۹، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴، سنائی ج ۲ ص ۲۳۴، دارالکتاب دیوبند)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزیں فطرت سے ہیں (۱) مونچھ تراشنا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی چڑھانا (۵) ناخن تراشنا (۶) انگلیوں کی پشت کی گڑھیں دھونا (۷) بغل کے بال اکھیڑنا (۸) موئے زیر ناف مونڈنا (۹) پانی سے استنجا کرنا (۱۰) دسویں کے بارے میں زکریا نے کہا مصعب نے بیان کیا کہ میں دسواں بھول گیا مگر یہ کہ وہ کلی کرنا ہو اور قتیبہ نے (اتنا) زیادہ کیا کہ وکیع نے کہا کہ انتقاص الماء سے مراد استنجا ہے۔

(مشکوٰۃ ص: ۴۴، ریاض الصالحین صفحہ:۴۳۸، شرح معانی الاثار صفحہ:۳۰۷)

(۷) عن طلق بن حبیب قال عشرۃ من السنۃ السواك وقص الشارك والمضمضۃ، والا ستنشاق وتوفیر اللحیۃ وقص الا ظفار ونتف الابط واختان وحلق العانۃ وغسل الدبر۔

(نسائی شریف کتاب الزینہ ج ۲ ص ۲۳۴، مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند)

ترجمہ: فرمایا دس چیزیں سنت سے ہیں (۱) مسواک کرنا، (۲) مونچھ کے

بڑھے ہوئے بال تراشنا، (۳) کلی کرنا، (۴) ناک میں پانی ڈالنا، (۵) داڑھی باقی رکھنا، (۶) ناخن تراشنا، (۷) بغل کے بال نوچنا، (۸) ختنہ کرنا، (۹) زیر ناف کے بال صاف کرنا، (۱۰) آب دست کرنا۔

(۸)عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ ولا تشبھوا بالیھود۔

(شرح معانی الآثار ص ۳۰۷)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مونچھیں خوب پست کرواور داڑھیوں کو اپنی حالت پر رہنے دو اور یہودیوں کی سیرت نہ اپناؤ۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین واحفوا الشوارب واوفوا اللحیٰ۔

(شرح معانی الآثار ص ۳۰۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو، مونچھیں خوب چھوٹی کرواور داڑھیوں کو پوری رکھو۔

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

عن حسن بن علی قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخما مفخما یتلألأ وجھہ تلألو القمر لیلۃ البدر اطول من المربوع واقصر من المشذب عظیم الھامۃ رجل الشعر ان انفرقت عقیقتہ فرق والا فلا یجاوز شعرہ شحمۃ اذنیہ اذا ھو وفرہ ازھر اللون واسع الجبین ازج الحواجب سوابغ من غیر قرن

بینھما عرق یدرہ الغضب اقنی العرنین لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأملہ اشم کث اللحیۃ۔

(شمائل ترمذی ص ۲، مطبوعہ مکتبہ ملت دیوبند)

ترجمہ: حضرت حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عظمت والے تھے، چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن وتاباں، قدمبارک میانہ، سرمقدس بڑا اور بال اقدس قدرے بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کی مانگ خود بخود نکل آتی تو رہنے دیتے، ورنہ نہیں۔ جب آپ بالوں کو بڑھاتے تو کانوں کی لو سے تجاوز کر جاتے۔ آپ چمکدار رنگ اور کشادہ پیشانی والے تھے، ابرومبارک خم دار، باریک، گھنے اور جدا جدا تھے۔ ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت سرخ ہو جاتی۔ آپکی ناک مبارک بلندی مائل نہایت خوب صورت اور روشن تھی۔ غور سے نہ دیکھنے والا آپ کو بلند بینی خیال کرتا۔ آپ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

اور شفا شریف میں حضرت علی، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے صحابہ کرام سے روایت ہے:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ازھر اللون ادعج انجل اشکل اھدب الاسفار ابلغ ازج اقنیٰ افلج مدور الوجہ واسع الجبین کث اللحیۃ تملأ صدورہ الخ۔

(ج ۱، ص: ۵۱ مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زیادہ روشن ومنور، سرگیں خوبصورت بڑی آنکھیں، سفیدی میں سرخی کی جھلک نمودار آنکھیں کی باریک رگیں، سرخ پلکیں، لمبی اور گھنی ابرو الگ الگ ہموار باریک وکشیدہ بینی لمبی وباریک بیچ سے بلند، سامنے

کے دندان مبارک کشادہ، روشن تاباں چہرہ اقدس، گول پیشانی چوڑی، ریش مبارک گھنی، سینہ مبارک بھرے ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک:

عن ابن هالة قال كان رسول صلى عليه وسلم كث اللحية۔
(شمائل ترمذی ص ۲ مطبوعہ مکتبہ ملت دیوبند)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال بکثرت تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفا کی داڑھی مبارک:

امام محمد بن محمد غزالی طوسی قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے:

وكان صلى الله عليه وسلم كث اللحية وكذالك كان ابوبكر وكان عثمان طويل اللحية رقيقها وكان على عريض اللحية قدملأت مابين منكبيه۔ (احیاء العلوم شریف ج:۱ص:۱۴۲)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی، ایسی ہی حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان غنی کی داڑھی دراز باریک۔ اور مولیٰ علی کی داڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

غوث پاک کی داڑھی لمبی تھی:

اور شیخ السمٰوات والارضین سیدنا شیخ محی الدین رہنمائے عالم، غوث اعظم، بڑے پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی حالت طیبات میں مذکور ہے:

كان معتدل القامة اسمر اللون عريض الصدر طويل اللحية وكثتها مزيج الحاجب۔

ترجمہ: آپ کا قد درمیانہ اور رنگ گندم گوں سینہ چوڑا داڑھی لمبی اور گنجان ابرو باہم ملے ہوئے تھے۔

ائمہ دین متین، فقہا ومحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل امام بخاری، ابوالحسین ابن حجاج امام مسلم نیشاپوری، ابوعیسیٰ محمد بن امام ترمذی، امام مالک عبداللہ بن انس اصبحی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، امام ابوجعفر احمد طحاوی، حافظ ابوعبدالرحمٰن ابن محمد نسائی، شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، حافظ محیی الدین ابوزکریا ابن شرف نووی، شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، قاضی عیاض ابوالفضل بن موسیٰ اندلسی، شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی روایت کردہ احادیث صحیحہ مستندہ سے روز روشن کی طرح روشن ہوگیا کہ داڑھیاں لمبی رکھنی اور مونچھیں پست کرنی واجب ولازم ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ انبیائے کرام، رسولان عظام اور سیدالمرسلین وخلفائے راشدین وشیخ عبدالقادر محی لدین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلینا معہم ورضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت مستمرہ اور فطرت دائمہ ہے۔

حدیث فطرت کی توضیح:

حدیث فطرت سے بظاہر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دسوں واجب ہوں یا دسوں سنت، جالانکہ ابراہیم علیہ السلام پر کل فرض تھے اور ہمارے لئے ان میں کا بعض واجب، بعض سنت اور بعض مستحب۔

حضرت ملا جیون علیہ الرحمۃ راقم ہیں:

وقد تكلموا فى بيان معنىٰ الكلمات فقال اكثرهم ان تلك الكلمات عشرة خمسة منها فى الراس وهى حلق الراس اوقصه وقص الشارب والمضمضة والاستنشاق والسواك وخمسة منها فى البدن وهى تنف الابطين وقلم الاظافير وحلق العانة والاستنجاء بالماء والختنة وهذه العشرة كانت فرضا على ابرهيم عليه السلام وهى سنة لنا۔

نص به الامام الزاهد فی تفسیرہ فحلق الراس قصرہ مسنون الرجال علی سبیل التخییر والمرأۃ لا یجوز لھا الا القصر فی ایام الحج خاصۃ ۔وقص الشارب مسنون علی محاذاۃ الشفۃ العلیا وفی ترکہ فوق ذالك باس شدید ۔والمضمضۃ والا ستنشاق والسواك مسنون للکل فی کل وضوء والمسنون فی الابط النتف وفی العانۃ الحلق ویکرہ ذالك بعد اربعین یوماً وفی الا ظافیر القلم یستحب فی الجمعۃ اوفی ای یوم من الا سبوع والا ستنجاء بالماء سنۃ اذالم یتجا وزالنجس المخرج قدر الدرھم واذا جاوزہ یجب ذالك والختنۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال وتوقف ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ فی مدتھا وقیل اکثر ھا الیٰ اثنا عشرۃ سنۃ والمرأۃ لا بأس بھا۔

(تفسیر احمدی ص:۱۳۰ شرفی بکڈپو دیوبند)

یعنی ان کلمات کے معنیٰ کے بیان میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، اکثر نے فرمایا ہے کہ دس ہیں، پانچ کا تعلق سر سے ہے۔ سر کے بالوں کا مونڈنا یا تراشنا اور مونچھیں پست کرنی، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور مسواک کرنی۔ اور پانچ کا تعلق باقی بدن سے ہے۔ بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا، موئے زیرناف مونڈنا اور پانی سے استنجاء کرنا۔ یہ دسوں ابراہیم علیہ السلام پر فرض تھے اور ہمارے لئے سنت ہے۔

امام زاہد نے اپنی تفسیر میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ حلق راس اور قصر مردوں کے لئے علی سبیل الاختیار مسنون ہے اور عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے مگر ایام حج میں صرف قصر۔ یعنی ایک پورے کے برابر کتر والینا۔ اور مونچھیں کم کرنی اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ کے بالمقابل مسنون ہے اور اس کے اوپر اس کے چھوڑنے میں حرج شدید ہے۔ اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور مسواک کرنا ہر وضو میں ہر شخص

کے لئے مسنون ہے۔ اور بغل کے بال میں مسنون اس کا اکھاڑنا ہے اور موئے زیرناف میں مونڈنا ہے اور چالیس دن کے بعد یہ مکروہ ہے۔ اور ناخنون میں تراشنا ہے اور یہ جمعہ یا ہفتہ کے کسی دن میں مستحب ہے۔ اور پانی سے استنجا سنت ہے، جب نجاست مخرج سے درہم کے مقدار نہ بڑھے، جب اس سے بڑھ جائے تو اس کا پانی سے دھونا واجب ہے۔ اور ختنہ سنت ہے مردوں کے لیے۔ اور امام اعظم نے اس کی مدت میں توقف فرمایا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اکثر مدت بارہ سال ہے۔

اور تنویر الابصار مع درمختار ج۹: ص: ۵۸۰۔ ۵۸۲، زکریا بکڈپو دیوبند میں ہے:

ویستحب قلم اظافیرہ یوم الجمعۃ ویستحب حلق عانتہ وتنظیف بدنہ بالا غتسال فی کل اسبوع مرۃ والا فضل یوم الجمعۃ وجاز فی کل خمسۃ عشرۃ وکرہ ترکہ وراء الاربعین۔ مجتبیٰ۔

ترجمہ: جمعہ کے دن ناخن تراشنا مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک بار نہانا اور بدن کو صاف ستھرا کرنا اور موئے زیرناف دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ ہے۔

اور اسی کے تحت شامی میں ہے:

(قولہ وکرہ ترکہ) تحریما لقول المجتبیٰ ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید۔ اھ۔ وفی ابی السعود عن شرح المشارق لابن مُلك روی مسلم (ج۱ ص۲۲۲) عن انس بن مالك وقت لنا فی تقلیم الاظفار وقص الشارب ونتف الابط ان لا نترك اکثر من اربعین لیلۃ۔

ترجمہ: یعنی مکروہ تحریمی ہے مجتبیٰ کے قول کے سبب کہ چالیس دن کے ماورا میں کوئی عذر نہیں ہے اور وعید کا وہ مستحق ہے۔ اور تفسیر ابوسعید میں ابن مالک کی شرح

مشارق سے ہے صحیح مسلم کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ناخن ترشوانے اور مونچھ کاٹنے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔

جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے واجب وغیر واجب کے ایک ساتھ بیان سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے احکام بھی یکساں ہوں، ہاں خصال فطرت ہونے میں باہم شریک ہیں۔

چنانچہ امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

ولا یمتنع قران الواجب بغیرہ کما قال اللہ تعالیٰ "کلوا من ثمرہٖ اذا اثمر واٰتوا حقہٗ یوم حصادہٖ" والایتاء واجب والاکل لیس بواجب۔ (شرح مسلم ج ۱ ص: ۱۲۸ مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی)

اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

جس بات کا یہاں تذکرہ یعنی خصال فطرت سے ہونا اس میں دونوں شریک ہیں نہ یہ کہ سب احکام میں یکساں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۱۰، ص: ۱۱۸)

عمدۃ القاری و فتح الباری و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے: **(واللفظ للخطیب)**

ھٰذہ الخصال منھا ماھو واجب کالختان وماھو مندوب ولا مانع من اقتران الواجب بغیرہ کما قال تعالیٰ کلوا من ثمرہٖ ان اثمر واٰتوا حقہ یوم حصادہ فایتاء الحق واجب والاکل مباح۔ اھ

یعنی واجب اور غیر واجب کا ایک ساتھ بیان ممنوع نہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اس کا پھل کھاؤ جب پھل لائے اور اس کے کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو" تو حق کی ادائیگی (یعنی عشر) واجب ہے اور کھانا واجب نہیں۔

اب شروح احادیث نبویہ اور متون فقہاء، تشریحات علما ملت اسلامیہ سے داڑھی تراشنے اور مونڈنے کا حکم معلوم کریں۔

داڑھی تراشنے اور مونڈنے کا حکم:

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

وقص اللحیۃ من صنع الاعاجم وھو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والھنود ومن لا خلاق لہٗ فی الدین من الطائفۃ القلندریۃ۔ اھ۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج: ۱، ص: ۳۰۲)

ترجمہ: داڑھی کترنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ حصہ نہیں جو قلندر کہلاتے ہیں۔

مقدائے اہل سنت، پیشوائے ارباب شریعت، حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"وحلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است وآنکہ آں راسنت گوید بمعنیٰ طریقہ مسلوک دردین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانچہ نماز عید راسنت گفتہ اند۔

(اشعۃ المعات شرح مشکوٰۃ ج: ۱، ص: ۲۱۲)

ترجمہ: اور داڑھی مونڈنا حرام ہے، فرنگی اور ہندو اور قلندروں کی روش ہے، اور اس کو ایک قبضہ کے مقدار چھوڑنا واجب ہے۔ جو لوگ سنت کہتے ہیں وہ دین میں چلے ہوئے طریق کے معنیٰ میں ہے، یا اس جہت سے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے، جس طرح عید کو سنت کہتے ہیں (حالاں کہ وہ واجب ہے)۔

امام ہمام محقق علی الاطلاق کمال الدین سیواسی ثم اسکندری قدس سرہ العزیز اور علامہ مدقق محمد بن علی دمشقی درمختار میں اور علامہ محمد امین ابن عابدین آفندی شامی

ردالمحتار (زکریا بکڈپو) میں اور علامہ سیدی احمد مصری فرماتے ہیں:

واماالاخذمنها وهی دون ذالك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذكلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم۔ (المعنیٰ للكل واللفظ للدر المختار وحاشية مراقی الفلاح)

(درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۳۹۸، فتح القدیر ج: ۲، ص: ۲۷۰، مراقی الفلاح ص: ۵۹۱)

یعنی داڑھی جب ایک مشت سے کم ہوتو اس میں سے کچھ لینا (تراشنا) جس طرح بعض مغربی اور زنان زنج کرتے ہیں اسے کسی نے مباح نہ کیا۔ اور سب لینا یعنی پوری داڑھی مونڈنا ہندی یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کا فعل ہے۔

اور درمختار ج: ۹، ص: ۵۸۳، (زکریا بکڈپو) پر ہے:

وفيه قطعت شعر راسها اثمت ولعنت زاد فی البزازية وان باذن الزوج لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق ولذا يحرم علی الرجل قطع لحية والمعنیٰ المؤثر التشبه بالرجال۔

ترجمہ: اور اس (یعنی مجتبیٰ شرح قدوری) میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار اور ملعونہ ہوجائے۔ بزازیہ میں مزید فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے ہو، اس لیے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی طاعت نہیں اسی لیے مرد پر اپنی داڑھی کاٹنا حرام ہے اور علت مؤثرہ (گناہ لعنت کی) مردوں کی وضع بنانی ہے۔

اور ردالمحتار ج ۹ ص ۵۸۴ (زکریا بکڈپو دیوبند) میں ہے:

(قوله والمعنیٰ المؤثر) ای العلة المؤثرة فی اثمها التشبه بالرجال فانه لايجوز كالتشبه بالنساء۔

یعنی عورتوں کے گنہگار ہونے میں علت موثرہ موئے سر تراشنے میں مردانی وضع بنانی ہے، جس طرح مرد کو ریش تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور یہ جائز نہیں۔

اور بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۴۱ میں ہے۔

ولاحلق علی المرأة لان الحلق فی النساء مثلة وليس علی الحاج اذ حلق ان ياخذ من لحيته شيئا لان حلق اللحية من باب المثلة لان الله تعالیٰ زين الرجال باللحیٰ والنساء بالذوائب علی ماروی فی الحديث "ان لله تعالیٰ ملائكة تسبيحهم سبحان من زين الرجال باللحیٰ والنساء بالذوائب ولان ذلك تشبه بالنصاریٰ فيكره۔ ملخصاً۔

یعنی عورتوں پر سر کے بال مونڈنا نہیں ہے کیوں کہ مونڈنا عورتوں کے حق میں مثلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے اور حاجیوں پر جب وہ سر مونڈائے تو داڑھیوں سے کچھ لینا نہیں ہے، اس لیے کہ داڑھی مونڈانا از قبیل مثلہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مردوں کو داڑھیوں سے زینت بخشی ہے اور عورتوں کو چوٹیوں سے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح ہے پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے مزین فرمایا۔ اور اس لیے بھی کہ وہ یعنی داڑھی مونڈانا نصرانیوں سے مشابہت ہے تو وہ مکروہ (تحریمی) ہی ہوگا۔

ردالمحتار ج: ۹، ص: ۶۳۵ (مطبوعہ سابق) میں ہے:

وفی تبيين المحارم ازالة الشعر من الوجه حرام الا اذا نبت للمرأة لحية او شوارب فلا تحرم ازالته بل تستحب۔ اھ۔

یعنی تبیین المحارم میں ہے کہ منہ کے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کسی عورت کے داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے اس کا ازالہ حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔

اور درر المنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ ج: ۱، ص: ۲۸۵ پر ہے:

ولا تحلق لان حلق راسها كحلق لحيته ذكره القهستانی بل تقصر من ربع شعرها كما مر ومن كله افضل۔

یعنی عورتیں ایام حج میں سر کے بال نہ مونڈائے اس لیے کہ ان کا سر مونڈانا ایسے ہی ہے جیسے مرد کا داڑھی مونڈانا قہستانی نے اسے ذکر کیا بلکہ اپنے چوتھائی بال کی تقصیر کریں جیسا کہ گزرا اور پورے سر کے بال کی تقصیر افضل ہے۔

اور مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر میں اسی صفحہ پر ہے:

ولا تحلق لان حلق راسها كحلق اللحية فی الرجل۔

اور ہدایہ ج:۱،ص:۲۳۵ مطبوعہ مجلس برکات کے کتاب الحج میں ہے:

ولا تحلق ولكن تقصر لما روى ان النبی عليه السلام نهى النساء عن الحلق وامر هن بالتقصير ولان حلق الشعر فی حقها مثلة كحلق اللحية فی حق الرجال۔

امام علامہ قدوۃ الامۃ علاؤالدین علی بن محمد بغدادی فرماتے ہیں:

اما قص الشارب واعفاء اللحية من مخالفة الاعاجم فانهم كانوا يقصون لحاهم ويوفرون شواربهم او يوفرونهما معا وذالك عكس الجمال والنظافة۔ (تفسیر خازن ج:۱،ص:۸۶)

یعنی مونچھیں تراشنا اور داڑھی بڑھانا (جو انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مستمرہ ہے) اس کے اندر مخالفت عجمی غیر مسلموں کے لیے ہے اس لیے کہ یہ لوگ اپنی داڑھیاں تراشتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں یا دونوں کو ساتھ ساتھ رکھ چھوڑتے ہیں اور یہ خوبصورتی اور پاکیزگی دونوں کے برعکس ہے۔

داڑھی مونڈانا مثلہ ہے:

علامہ مولانا شیخ اسماعیل حقی بروسی فرماتے ہیں:

وحلق اللحية قبيح بل مثلة وحرام وكما ان حلق شعر الرأس فی حق المرأة مثلة منهی عنها و تشبه بالرجال

وتفويت للزينة كذالك حلق اللحية مثلة فی حق الرجال وتشبه بالنساء منهی عنه وتفويت للزينة قال الفقهاء اللحية فی وقتها جمال وفی حلقها تفويته علی الكمال ومن تسبيح الملائكة سبحان من زين الرجال باللحیٰ وزين النساء بالذوائب۔

(تفسیر روح البیان ج:۱ص:۲۲۵ مطبوعہ بیروت،لبنان)

ترجمہ: داڑھی مونڈنا برا ہے بلکہ مثلہ (صورت بگاڑنا) اور حرام ہے۔ اور جس طرح سر کا بال مونڈنا عورت کے حق میں مثلہ جو شرعاً ممنوع ہے اور مردوں کی وضع بنانی اور زینت کو زائل کر دینا ہے۔ اسی طرح داڑھی مونڈنا مردوں کے حق میں مثلہ اور زنانہ صورت اختیار کرنا ہے، جس کی شرع میں ممانعت آئی ہے، اور زینت کو ضائع کرنا ہے۔ فقہا نے فرمایا داڑھی اپنے وقت میں جمال ہے اور اس کا حلق کمال کے باوجود جمال کو برباد کر دینا ہے، اور فرشتے اس طرح بھی رب تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ ''پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے زینت بخشی اور عورتوں کو چوٹیوں سے سنوارا۔''

اور حاشیہ ترمذی ص:۱۰۰ پر ہے:

قال الشيخ فی اللمعات والظاهر من كلامهم حرمة حلق اللحية ونقصانها من القدر المسنون۔اھ

یعنی فقہا کے کلام سے ظاہر یہی ہے کہ داڑھی مونڈنا اور قدر مسنون سے کم کرنا حرام ہے۔

داڑھی امام غزالی رحمہ اللہ کی نظر میں:

اور احیاء علوم الدین ج:۱ص۱۵۰ میں ہے:

واما نتفها فی اول النبات تشبها بالمرد فمن المنكرات

الکبار فان اللحیة زینة الرجال فان للہ سبحانہ ملائکة یقسمون والذی زین بنی آدم باللحی وھومن تمام الخلق وبھا یتمیز الرجال عن النساء وقیل فی غریب التاویل اللحیة ھی المراد بقول تعالیٰ یزید فی الخلق مایشاء۔ قال اصحاب الاحنف بن قیس وددنا ان نشتری للاحنف لحیة ولو بعشرین الفا وقال شریح القاضی وددت ان لی لحیة ولوبعشرة آلاف وو کیف تکرہ اللحیة وفیھا تعظیم الرجل والنظر الیہ بعین ا لعلم والوقار والرفع فی المجالس واقبال الوجوہ الیہ والتقدیم علی الجماعة و وقایة العرض فان من یشتم یعرض باللحیة ان کان للمشتوم لحیة وقدقیل ان اھل الجنة مرد الا ھارون اخاموسیٰ صلی اللہ علیھما وسلم فان لہ لحیة الی سرتہ تخصیصالہ وتفضیلاً۔

یعنی ابتدائے روئیدگی میں اس خیال سے کہ بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں کی مثل بنے رہیں نہایت بری بات ہے، اس لیے کہ داڑھی مردوں کی زیبائش ہے۔ بلاشبہ اللہ تباک وتعالیٰ کے فرشتے یوں قسم کھاتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے بنی آدم کو داڑھیوں سے مزین فرمایا اور یہ پیدائش کی تکملہ سے ہے، اس سے مرد عورت کے درمیان امتیاز ہوتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول یزید فی الخلق مایشاء سے مراد ایک تاویل غریب میں داڑھی ہے۔ احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے، زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ یا ۷۲ھ میں وفات پائی عاقل وحلیم تھے، پاؤں کج تھا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی، داڑھی خلقۃً نہ نکلی تھی، ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ ایک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے) اور کہتے ہم چاہتے ہیں کہ کاش اگر بیس ہزار میں مجھ کو داڑھی ملتی تو احنف کے لیے داڑھی خریدتے۔ اور شریح قاضی (کہ اجلۂ ائمہ واکابر تابعین سے ہیں، زمانۂ

رسالت میں ولادت پائی۔ بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیر المؤمنین عمر فاروق پھر امر المؤمنین مولیٰ علیؓ کی سرکار میں قاضی تھے۔ امیر المومنین علی فتاویٰ میں ان سے رائے لیتے ۸۰ھ سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہوا۔ انہیں بھی) داڑھی خلقۃً نہ تھی (کما قال الامام احمد رضا قدس سرہٗ) فرماتے کہ مجھے آرزو ہے کاش دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی۔ اور داڑھی بری کیسے ہوسکتی ہے، اس کی وجہ سے مرد کی تعظیم ہوتی ہے اور علم ووقار کی نظر سے لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ مجلسوں میں اونچا بٹھاتے ہیں اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جماعت میں امام بناتے ہیں اور اس سے آبرو محفوظ رہتی ہے۔ اس لیے کہ جو شخص داڑھی والے کو گالی دینا چاہتا ہے تو داڑھی سے الجھ پڑتا ہے یا داڑھی کی وجہ سے باز رہتا ہے۔ اور کہا گیا جنتی بجز حضرت ہارون برادر موسیٰ علیہما السلام کے سب بے ریش ہوں گے، ان کی داڑھی ناف تک ہوگی یہ ان کی خصوصیت وفضیلت کی وجہ سے۔

اسی میں ہے:

تقصیصھا کالتعبیة طاقة علیٰ طاقة للتزین للنساء والتصنع قال کعب یکون فی آخر الزمان اقوام یقصون لحاھم کذنب الحمامة ویعرقبون نعالھم کالمناجل اولئك لا خلاق لھم۔

یعنی داڑھی اس طرح کترنا کہ بالترتیب تہہ، تہہ عورتوں کی نظر میں آراستہ پیراستہ معلوم ہو (یہ بھی سخت مکروہ ہے) کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آخر زمانے میں کچھ قومیں ہوں گی کہ اپنی داڑھیوں کو کبوتروں کی دموں کی طرح پر کتریں گے اور اپنی جوتیوں سے درانتیوں کی آواز نکالیں گے۔ ان لوگوں کو دین سے کچھ بہرہ نہیں۔

علامہ علی قاری، شیخ محقق دہلوی، محقق علی الاطلاق سبواسی، علامہ دمشقی، علامہ شامی، علامہ احمد مصری، علامہ کاسانی، علامہ بغدادی، صاحب دروگنج الانہر، علامہ اسماعیل حقی، علامہ برہان الدین مرغینانی، امام غزالی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی

مذکورہ بالا تصریحات سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ داڑھی ایک مشت رکھنی واجب ولازم ہے، اس سے کم کرنا یا مونڈنا ناجائز وحرام اور مجوسیوں وہندوؤں، نصرانیوں، یہودیوں، کافروں کا شعار اور روش فساق وفجار اور عورتوں سے مشابہت اور تبدیل خلقت (مثلہ) ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ نرے بے نصیب ہیں، ان کے لیے دین میں حصہ نہیں آخرت میں بہرہ نہیں۔ کہ فرمایا "لاخلاق لھم" والعیاذ باللہ رب العلمین۔

مثلہ کا شرعی حکم:

اب مثلہ کی قباحت اور ممانعت سے متعلق چند احادیث کریمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

عن سلیمابن بریدۃ عن ابیہ قال کان رسال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امر امیرا علیٰ جیش اوسریۃ او صاہ فی خاصتہ بتقویٰ اللہ عزوجل ومن معہ من المسلمین خیراً ثم قال اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ قاتلوامن کفر باللہ غزوا فلاتغلوہ ولا تغدروا ولاتمثلوا ولا تقتلوولیداً۔ (مسلم شریف ج:۲،ص:۸۲)

ترجمہ: حضرت سلیمان بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو فوج یا سریہ کا سپہ سالار مقرر فرماتے تو انہیں بالخصوص اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم فرماتے اور ان کے ساتھ والے مسلمانوں کو بھلائی کی ہدایت کرتے پھر فرماتے کہ جہاد کرو اللہ کے نام پر، اللہ کی راہ میں قتال کرو، اللہ کے منکروں سے لڑو اور خیانت نہ کرو، نہ عہد توڑو، نہ مثلہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

اور ہدایہ باب کیفیۃ القتال میں ہے:

وینبغی للمسلمین ان لایغدروا ولا یمثلوا لقولہ علیہ الصلواۃ والسلام لاتغلوا ولا تغدروا ولاتمثلوا۔

ترجمہ: مسلمانوں کو مناسب ہے کہ نہ عہد توڑے نہ خیانت کرے اور نہ مثلہ بنائے، اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے "لاتغلوا ولاتغدروا ولا تمثلوا"

اور اس کے تحت فتح القدیر ج:۵ ص:۲۰۱ ہے:

(قولہ وینبغی للمسلمین) ای یحرم علیھم ان تغدروا او یغلوا او یمثلوا۔

یعنی مسلمانوں پر عہد توڑنا اور خیانت کرنی اور مثلہ بنانا حرام ہے۔

اور اسی مقام پر کفایہ اور عنایہ میں ہے:

قال علیہ السلام لاتمثلوا بنامیۃ اللہ تعالیٰ ای بخلق اللہ تعالیٰ وروی عن عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ قال ماقام رسول اللہ علیہ السلام فینا خطیبابعدمامثل العرنیین الا کان یحثنا علی الصدقۃ وینھانا عن المثلۃ وتخصیصہ بالذکر فی کل خطبۃ دلیل علی تاکید الحرمۃ کذا فی المبسوط۔

یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق کی صورت نہ بگاڑو۔ اور عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قوم عرینہ کے مثلہ بنانے کے بعد جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کو کھڑے ہوتے تو صدقہ کرنے کی رغبت دلاتے اور مثلہ بنانے سے منع فرماتے تو خصوصیت کے ساتھ ہر خطبہ میں اس کا ذکر مؤکد ہونے پر دلیل ہے۔ یونہی مبسوط میں مذکور ہے۔

اور بخاری شریف ج:۲،ص:۶۰۲ پ:۱۶ مطبوعہ مجلس برکات میں ہے:

قال قتادۃ بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذالک یحث علی الصدقۃ وینھیٰ عن المثلۃ۔

ترجمہ: حضرت قتادہ نے فرمایا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس (واقعہ عرینہ) کے بعد صدقہ کی ترغیب دیتے اور کسی کی صورت بگاڑنے سے منع فرماتے۔

عن ابن عمر قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مثل بالحیوان۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۲۹)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی جاندار کے مثلہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

عن عبداللہ بن یزید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی عن النہبۃ والمثلۃ۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۲۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن یزید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا مال زبردستی چھیننے اور صورت بگاڑنے سے منع فرمایا ہے۔

عن بریدۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا۔ (مسلم ج ۲ ص ۸۲ مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو)

ترجمہ: حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مثلہ نہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

عن صفوان بن عسال قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فقال سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیداً۔

(سنن ابن ماجہ ص:۲۰۵ مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند)

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو، جو اللہ سے انکار کرے اس سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو، لیکن مثلہ نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، چوری نہ کرو اور بچہ کو قتل نہ کرو۔

یہ مثلہ سے متعلق حدیثیں تھیں، آئندہ احادیث نبویہ (عورت اور غیر قوم سے) مشابہت کے بارے میں ملاحظہ ہوں۔

عورت اور غیر قوم سے مشابہت کا حکم:

(1) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال۔

(بخاری ج:۲ ص:۸۷۴، ابوداؤد ص ۵۶۶ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔

(2) عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھم من بیوتکم۔ (بخاری ج:۲ ص:۸۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر۔ اور فرمایا انہیں اپنے گھروں سے نکال کر باہر کرو۔

(3) عن ابی ھریرۃ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمراۃ تلبس لبسۃ الرجل۔

(ابوداؤد ج:۲، ص:۵۶۶ مطبوعہ فیصل پبلیکیشنز، دیوبند)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا پہناوا پہنے۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لعن المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء۔

(ابوداؤد ج:۲،ص:۵۶۶ مطبوعہ فیصل پبلیکیشنز، دیوبند)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔

وضاحت: ان احادیث کریمہ نبویہ سے بھی ثابت ہوا کہ مسلمان کا خود اپنے منہ کے ساتھ مثلہ کرنا اور داڑھی مونڈا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنی حرام حرام اور اشد حرام، موجب لعنت وانتقام ہے۔ والعیاذ باللہ۔ اور احادیث شریف میں گزرا کہ مشرکوں کا خلاف کرو، یہودیوں کی مشابہت نہ اختیار کرو۔ اور بدائع سے معلوم ہوا کہ داڑھی مونڈانی نصاریٰ (عیسائی) کی سی صورت بنانی ہے۔ اور درمختار وغیرہ سے معلوم ہوا کہ داڑھی نہ رکھنا یہود وہنود کا کام ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔

(ابوداؤد کتاب اللباس مطبوعہ دیوبند، مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۵۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

(4) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله ﷺ قال ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ۔

(ترمذی شریف ج:۲ ص:۹۹ مطبوعہ مکتبہ ملت دیوبند)

ترجمہ: حضرت عمر بن شعیب سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے تشبہ کرے، نہ یہود سے تشبہ کرو نہ نصاریٰ سے۔

(5) عن صالح بن ابي حسان قال سمعت سعيد بن المسيب يقول

ان الله طيب يحب الطيب نظيف يحب النظافة كريم يحب الكرم جواد يحب الجود فنظفوا أراه قال افنيتكم ولا تشبهوا باليهود۔

(ترمذی شریف ج:۲،ص:۱۰۷ مطبوعہ مکتبہ ملت دیوبند)

ترجمہ: صالح بن حسان سے روایت ہے فرمایا میں نے سعید بن مسیب سے سنا فرمارہے تھے کہ اللہ پاک ہے پاکی کو پسند فرماتا ہے، منزہ ہے ستھرائی کو پسند فرماتا ہے، کریم ہے کرم اسے محبوب ہے، بہت زیادہ بخشش فرماتا ہے بخشش اسے پسند ہے۔ تو اپنے گھر کے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں سے (کسی چیز میں) مشابہت نہ اختیار کرو۔

وضاحت: مذکورہ بالا بیان سے پورے طور پر واضح ہوگیا کہ داڑھی بڑھانی واجب ولازم ہے اور اس کا مونڈنا، یا ایک مشت سے کم کرنا بالاتفاق حرام وگناہ۔ اب کلام اس امر کے بارے میں ہے کہ اس کا طول فاحش جو حد تناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو، ہمارے ائمہ اعلام وجمہور فقہائے اسلام کے نزدیک مکروہ وناپسند ہے۔ اور ایک مشت سے زائد کا تراش دینا سنت ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يأخذ من لحيته من طولها وعرضها۔

(ترمذی شریف جلد ۲،ص:۱۰۰ مجلس برکات)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک عرضا (چوڑائی) اور طولاً (لمبائی میں) تراشا کرتے۔

ایک مشت داڑھی اور حضرت عمر کا عمل:

اور حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

وكان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه۔

(بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۴،ص:۸۷۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج کرتے، یا عمرہ، تو اپنی ایک مشت سے زائد داڑھی تراش لیتے۔

عن ابن سالم المقفع قال رأیت ابن عمر یقبض علی لحیته فیقطع مازادت علی الکف۔ (ابوداؤد شریف ج:۱ ص:۳۳۷)

ترجمہ: ابن سالم مقفع نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے پھر مٹھی سے فاضل کو تراش دیتے۔

واخرج الطبرانی عن عمر انه اخذ من لحیة رجل مازاد علی القبضة ثم قال له لم یترك احد کم نفسه حتی یکون کانه سبع من السباع۔ (حاشیہ طحطاوی ص:۴۳۰)

ترجمہ: طبرانی نے بیان کیا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کی مشت سے زائد داڑھی کتر کر فرمایا کہ تم میں کا بعض اپنے کو اس طور پر چھوڑے رہتا ہے تا کہ درندوں سے ایک درندہ معلوم ہو۔

اور ہدایہ کتاب الصوم میں ہے:

ولا یفعل لتطویل اللحیة اذا کانت بقدر المسنون وهو القبضة۔

اور اس کی شرح فتح القدیر جلد دوم، ص:۲۷۰ میں ہے:

(قوله وهو) ای القدر المسنون فی اللحیة القبضة بضم القاف قال فی النهایة وماوراء ذالك یجب قطعه هٰکذا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یاخذ من اللحیة من طولها وعرضها وابو عیسیٰ یعنی الترمذی فی جامعه رواه من حدیث عبدالله بن عمر وبن العاص فان قیل یعارضه مافی الصحیحین عن ابن عمر رضی الله عنهما عنه

علیه الصلواة والسلام احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ" فالجواب انه قد صح عن ابن عمر روی هٰذا الحدیث انه کان یاخذالفاضل عن القبضة قال محمد بن الحسن فی کتاب الآثار اخبرنا ابو حنیفة عن الهیثم بن ابی الهیثم عن ابن عمر رضی الله عنهما انه کان یقبض علی لحیته ثم یقص ماتحت القبضة ورواه ابوداؤد والنسائی فی کتاب الصوم عن علی بن الحسن بن شقیق عن الحسن بن واقد عن مروان بن سالم المقفع قال رائت ابن عمر رضی الله عنه یقبض علی لحیة فیقطع مازاد علی الکف وقال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجران شاء الله تعالیٰ وذکره البخاری تعلیقا فقال وکان ابن عمر رضی الله عنه اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذه وقد روی عن ابی هریرة رضی الله عنه ایضاً اسنده ابن ابی شیبة عنه حدثنا ابواسامة عن شعبة عن عمر بن ایوب من ولد جریر عن ابی زرعة قال کان ابوهریرة رضی الله عنه یقبض علی لحیته فیاخذما فضل عن القبضة فاقل مافی الباب ان لم یحمل علی النسخ کما هوا صلنافی عمل الراوی علی خلاف مرویه مع انه روی عن غیر الراوی وعن النبی صلی الله علیه وسلم یحمل الاعفاء علیٰ اعفائها من ان یاخذغالبهااوکلها کما هو فعل مجوس الاعاجم من حلق لحاهم کما یشاهدفی الهنود وبعض اجناس الفرنج فیقع بذالك الجمع بین الروایات ویؤید ارادة هذا مافی مسلم عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی علیه والصلوٰة والسلام جزوا الشوارب واعفو اللحیٰ خالفوا المجوس فهٰذه الجملة واقعة موقع التعلیل۔

داڑھی کی حدوحیثیت پر جامع گفتگو:

ترجمہ: داڑھی کے اندر قدر مسنون ایک مشت ہے، نہایہ میں کہا ایک مشت سے زیادہ کا تراش دینا واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی مروی ہے کہ آپ داڑھی لمبائی اور چوران سے لیتے تھے۔ اس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں عبداللہ بن عمر عاصم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر اگر تم کہو کہ اس حدیث کے معارض وہ احادیث ہیں جو صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معاف رکھو۔ تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بصحت مروی ہے کہ وہ ایک مشت سے فاضل داڑھی تراش لیتے تھے۔ امام محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں فرمایا کہ ہمیں ہیثم ابن ابی ہیثم سے امام اعظم نے خبر دی اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ یعنی ابن عمر اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے پھر جس قدر مٹھی کے نیچے ہوتی اسے تراش دیتے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے کتاب الصوم میں علی بن الحسن بن شقیق سے وہ حسن بن واقد سے وہ مروان بن سالم مقفع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا اپنی داڑھی پر مٹھی کو رکھتے تو جس قدر ہتھیلی پر بڑھی ہوتی کاٹ دیتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے تو فرماتے پیاس گئی اور رگیں تر ہوئیں اور اجر ثابت ہوا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس حدیث کو بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا۔ اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج کرتے یا عمرہ تو اپنی داڑھی مٹھی سے پکڑتے پھر مٹھی سے جس قدر فاضل ہوتی اسے کتر دیتے۔ اور یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، اس کو ابی شیبہ نے ان سے سنداً بیان کیا۔ کہا ہم سے حدیث بیان کی ابواسامہ نے وہ روایت کرتے ہیں شعبہ سے وہ جریر کے بیٹے عمر ابن ایوب سے وہ ابی زرعہ سے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی داڑھی پر مشت رکھتے پھر تراش دیتے جو مٹھی سے زیادہ ہوتی۔ زیادہ

سے زیادہ اس باب میں یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اخذ، حدیث اعفاء کی ناسخ اگر نہ بھی ہو (اس لیے کہ ان کا عمل ان کی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہے) جیسا کہ ہماری اصل ہے کہ راوی کا عمل ان کے مروی کے خلاف ہو، وہ ناسخ نہیں ہوتی باوجود اس کے کہ یہ ان کے علاوہ راوی سے بھی مروی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی) تو حدیث اعفاء کو اس پر محمول کی جائے کہ داڑھی پورے طور پر مونڈنے یا ایک مشت سے کم کرنے سے معاف رکھی جائے جیسا کہ عجمی آتش پرستوں کا فعل ہے کہ وہ پوری داڑھی مونڈ لیتے ہیں۔ ایسی ہی ہندوؤں اور بعض فرنگی قسم کے لوگوں میں دیکھا جارہا ہے۔ تو اس تاویل سے روایتوں کے درمیان تطبیق ہوجاتی ہے۔ اور حدیث اخذ واعفاء دونوں پر عمل ممکن ہوتا ہے۔ اور اس امر کی تائید مسلم شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مونچھیں کترو اور داڑھی بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ کیوں کہ یہ جملہ مقام تعلیل میں واقع ہے۔

ایک مشت سے زائد داڑھی کا حکم:

اور درمختار ج: ۳ ص: ۳۹۷، زکریا بکڈپو میں ہے:

وصرح فی النهاية بوجوب قطع مازاد علىٰ القبضة بالضم ومقتضاه الاثم بتركه الا ان يحمل الوجوب علىٰ الثبوت.

یعنی نہایہ میں اس امر کی تصریح ہے کہ ایک مشت سے زائد داڑھی کو کاٹ دینا واجب ہے اور اس کے ترک سے اس کا مقتضا گنہگار ہونا ہے۔ مگر یہ کہ وجوب بمعنیٰ ثبوت لیا جائے۔

اور اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

(قوله وصرح فی النهاية الخ) حيث قال ماوراء ذالك يجب

قطعه هٰكذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ياخذمن اللحية من طولها وعرضها اورده ابوعيسىٰ يعنى الترمذى فى جامعه۔ اه ومثله فى المعراج وقدنقله عنهافى الفتح واقره قال فى النهر و سمعت من بعض اعزاء الموالىٰ ان قول النهايه يجب بالحاء المهملة ولاباس به۔ اه (قوله الاان يحمل الوجوب علىٰ الثبوت) يؤيده ان ماستدل به صاحب النهاية لايدل علىٰ الوجوب لما صرح به فى البحر وغيره ان كان بفعل لايقتضىٰ التكرار والدوام ولذاحذف الزيلعى لفظ يجب وقال ومازاد يقص وفى شرح الشيخ اسمٰعيل لا باس بان يقبض علىٰ لحيته فاذازاد على قبضته شئ جزه كمافى المنية وهو سنة كما فى المبتغى وفى المجتبىٰ والينابيع وغيرهما لاباس باخذاطراف اللحية اذا طالت۔ انتهىٰ۔

اور درمختار ج:۹ ص: ۵۸۳، زکریا بکڈپو میں ہے:

والسنة فيها القبضة۔

اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

وهوان يقبض الرجل لحيته فما زاد منها على قبضة قطعه كذا ذكره محمد فى كتاب الآثار عن الامام قال وبه ناخذ هيط۔ اه۔

اور ہدایہ کی شرح عنایہ ج:۲، ص:۲۶۹ میں حدیث ترمذی کے نقل کے بعد کہا:

"من سعادة الرجل خفة لحيته"

ترجمہ: مرد کی سعادت سے اس کی داڑھی کا ہلکی ہونا ہے۔

اور حدیث آثار کے بعد فرمایا:

وبه اخذابو حنيفة وابو يوسف ومحمد رحمهم الله۔

الاختیار التعلیل المختار ج:۴، ص:۱۶۷ میں ہے:

واعفاء اللحىٰ قال محمد عن ابى حنيفة تركها حتىٰ تكث وتكثر والتقصير فيها سنة وهو ان يقبض الرجل اللحية فما زاد على قبضة قطعه لان اللحية زينة وكثرتها من كمال الزينة وطولها الفاحش خلاف السنة۔

ترجمہ: اعفاء اللحیٰ کے معنیٰ امام محمد نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ داڑھی چھوڑے یہاں تک کہ گھنی اور بہت ہوجائے۔ اور تقصیر اس میں سنت ہے، اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی داڑھی مٹھی میں لے اور مٹھی سے جس قدر زائد ہو اسے کاٹ لے۔ اس لیے کہ داڑھی زینت اور اس کا کثیر ہونا کمال زینت ہے اور اس کا حد سے زیادہ لمبی ہونا خلاف سنت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج:۴ ص:۱۱۳ میں ہے:

ولا باس اذاطالت لحيته ان ياخذمن اطرافها ولاباس ان يقبض على لحيته فان زاد علىٰ قبضته منها شئٌ جزه وان كان مازاد طويلة تركه كذا فى الملتقط والقصر سنة فيها وهوان يقبض الرجل لحيته فان زاد منها علىٰ قبضته قطعه كذا ذكر محمد فى كتاب الاثار عن ابى حنيفة قال وبه ناخذ كذافى محيط السرخسى۔

ترجمہ: اور کسی کی داڑھی بڑھ جاوے تو اس کے کنارے چھانٹ دینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑ کر پھر جس قدر مٹھی سے بڑھی ہوا سے کتر دے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں اور اگر فاضل بہت دراز ہوگئی ہو تو چھوڑ دے یہی ملتقط میں ہے۔ اور داڑھی میں قص سنت ہے یعنی اپنی داڑھی اپنی مٹھی میں پکڑے پھر جتنی اس کی مٹھی سے فاضل ہو اسے تراش دے ایسا ہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں۔ کذا فی محیط السرخسی۔

واما اللحية فذكر محمد فی الآثار عن الامام ان السنة ان يقطع مازاد علیٰ قبضة يده قال وبه ناخذ كذا فی محيط السرخسی۔

اوراسی میں ہے:

كذا ياخذمن عرضها ماطال وخرج عن السمت لتقرب من التدوير من جميع الجوانب لان الاعتدال محبوب والطول المفرط يشوه الخلقة ويطلق ألسنة المغتابين۔

ترجمہ: جس طرح ایک مشت سے زائد لمبان سے تراش دینا سنت ہے ایسے ہی چوران سے اس قدر تراش دے جو بڑھ کر جہت اعتدال سے خارج ہوگئے کہ چاروں جانب سے گولائی تقریباً یکساں ہوجائے، اسلیے کہ اعتدال پسندیدہ ہے اور طول فاحش (حد سے زیادہ لمبی ہونا) شکل بدنما بنادیتی ہے اور (اس کی وجہ سے) بدگو کی زبانیں بے لگام ہوجاتی ہیں۔

صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا باس باخذالزائد علی القبضة من اللحية لانه عليه السلام كان ياخذمن لحيته طولاً وعرضاً اذا زاد علیٰ قدر القبضة فان الطول المفرط يشوه الخلقة ويطلق ألسنة المغتابين بالنسبة اليه فلا باس بالاحتراز عنه علیٰ هٰذه النية ويكره نتف الشيب كما يفعله البعض فی زماننا كرها للشيب وارائة للشباب: قال الحافظ۔

سواد نامہ موئے سیاہ چوں طے شد
بیاض کم نہ شود گر صد انتخاب رود
يسود اعلاها وبيض اصلها
ولا خير فی الاعلیٰ اذا فسد الاصل

(روح البیان جلد ا ص ۲۲۵ مطبوعہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: داڑھی کے بال جو ایک مشت سے زائد ہوں انہیں تراش دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لیے کہ حضور علیہ السلام اپنے داڑھی کے بال طولاً اور عرضاً تراش دیتے تھے، جب قدر مشت سے فاضل ہوجاتی۔ کیوں کہ طول فاحش بدشکل بنادیتی ہے اور غیبت کرنے والوں کی زبانیں اس کی طرف نسبت کرنے میں کھلتی ہیں، تو اس نیت سے اس سے بچنے میں حرج نہیں۔ اور داڑھی کے سفید بالوں کا اکھاڑنا بڑھاپے کو براجان کر اور جوانی کے دکھاوا کے واسطے مکروہ ہے، جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگ کرتے ہیں۔

داڑھی اگر لمبی ہوجائے تو کیا کرنا چاہئے:

اور احیاء علوم الدین ج:۱، ص:۱۴۸ میں ہے:

وقد اختلفوا فيما طال منها فقيل ان قبض الرجل علیٰ لحيته واخذما فضل عن القبضة فلا باس فقد فعله ابن عمر وجماعة من التابعين واستحسنه الشعبی وابن سيرين وكرهه الحسن وقتادة وقالا تركها عافية واجب لقوله صلی الله عليه وسلم (اعفوا اللحیٰ) والامر فی هٰذا قريب ان لم ينته الیٰ تقصيص اللحية وتدويرها من الجوانب فان الطول المفرط قد يشوه الخلقة ويطلق ألسنة المغتابين بالنبذاليه فلا باس بالاحتراز عنه علیٰ هٰذه النية وقال النخعی عجبت لرجل عاقل طويل اللحية كيف لاياخذمن لحيته ويجعلها بين لحيتين فان التوسط فی كل شئ حسن ولذا قيل كلما طالت اللحية تشمر العقل۔

ترجمہ: علماء نے اس باب میں اختلاف کیا ہے کہ داڑھی اگر لمبی ہوجائے تو

کیا کرنا چاہیے؟ بعض حضرات کا قول ہے کہ قدر مشت چھوڑ کر باقی کو تراش دینے میں کوئی حرج نہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور تابعین کی ایک جماعت نے ایسا کیا ہے۔ اور حضرت شعبی اور ابن سیرین نے اسے پسند فرمایا اور حضرت حسن اور قتادہ نے اسے ناپسند فرمایا اور کہا ہے اسے چھوڑ دینا عافیت اور محبوب تر ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا داڑھیاں بڑھاؤ۔ اور فاضل تراش دینے کا امر اس میں قریب ہے اگر اس کے چاروں طرف گول کرنے اور ایک مشت سے کم کرنے کی نوبت نہ پہنچے، کیوں کہ اس کی بہت زیادہ درازی صورت بگاڑ دیتی ہے اور بدگویوں کی زبانیں اس کی طرف آزاد ہو کر کھلتی ہیں، تو اس نسبت سے طول فاحش سے بچنے میں حرج نہیں۔ نخعی نے کہا اس شخص پر مجھے تعجب آتا ہے جو عقلمند ہے اور داڑھی لمبی رکھتا ہے، وہ کیوں اپنی داڑھی سے نہیں تراشتا اور اسے دو داڑھیوں کے درمیان کیوں نہیں کر دیتا ہے۔ ہر چیز میں توسط کا درجہ اچھا ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے جوں جوں داڑھی لمبی ہوتی ہے عقل رخصت ہوتی رہتی ہے۔

اور اسی میں ہے:

وروی عن مالك رحمة الله انه قال قرأت فی بعض الكتب لاتغرنكم اللحیٰ فان التیس له لحیة وقال ابو عمرو بن العلائی اذا رایت الرجل طویل القامة صغیر الهامة عریض اللحیة فاقض علیه بالحمق ولو كان امیة بن عبدشمس۔

ترجمہ: اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے لمبی داڑھی تم کو دھوکہ نہ دے کیوں کہ داڑھی بکرے کو بھی ہوتی ہے۔ اور ابو عمرو بن علاء نے کہا جب تم کسی کو دیکھو لمبا قد، چھوٹا سر، چوڑی داڑھی تو فیصلہ کر لو کہ وہ بے وقوف ہے، اگرچہ امیہ ابن عبد شمس ہی ہو۔

اور امام نووی کی شرح مسلم میں ہے:

واما الاخذمن طولها وعرضها فحسن ویكره الشهرة فی تعظیمها كما تكره فی قصها وجزها۔

(شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹ فاروقیہ بکڈپو)

ترجمہ: اور اس کے لمبان اور چوڑان سے لینا خوب ہے اور اس کو لمبی کرنے کی شہرت ایسے ہی مکروہ جیسے اس کے تراشنے کی۔

اور اسی میں ہے:

كره مالك طولها جداً منهم حدوا بما زاد علیٰ القبضة فیزال۔

ترجمہ: اس کا بہت زیادہ لمبا ہونا امام مالک رضی اللہ عنہ نے ناپسند فرمایا ہے۔ اور سلف کی ایک جماعت نے اس کی حد متعین فرمائی ہے کہ ایک مشت سے زائد کا ازالہ کر دیا جائے۔

ردالمحتار ج:۹، ص: ۵۸۳ زکریا بکڈپو میں ہے:

(فائدة) روی الطبرانی عن ابن عباس رفعه من سعادة المرء خفة لحیته واشتهران طول اللحیة دلیل علی خفة العقل انشد بعضهم:

ما احد طالت له لحیة فزادت اللحیة فی هیئته
الا وما ینقض من عقله اكثر مما زاد فی لحیته

(لطیفة) نقل عن هشام بن الكلبی قال حفظت مالم یحفظه احد ونسیت مالم ینسه احد حفظت القرآن فی ثلثة ایام واردت ان اقطع من لحیتی مازاد علیٰ القبضة فنسیت فقطعت من اعلاها۔

ترجمہ: طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی

ہے کہ آدمی کی سعادت سے اس کی داڑھی کا خفیف ہونا ہے۔ اور مشہور ہے کہ لمبی داڑھی بے وقوفی کی دلیل ہے۔ کسی نے اس پر ایک شعر کہا ہے: لمبی داڑھی والا کوئی ایسا نہیں کہ اس کی داڑھی بڑھے اور اس سے زیادہ اس کی عقل کم نہ ہو۔

لطیفہ: ہشام ابن کلبی سے منقول ہے فرمایا میں نے وہ یاد کیا جو کسی نے یاد نہ کیا اور میں وہ بھولا جو کوئی نہ بھولا، میں نے تین دن میں قرآن شریف یاد کرلیا۔ اور میں نے چاہا ایک مشت سے زائد داڑھی کے بال تراش دوں تو میں بھول گیا۔ (کاٹنا چاہئے تھا نیچے سے کاٹ دیا مٹھی کے اوپر سے)۔

وضاحت: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر و عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ وغیرہم صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے افعال و اقوال اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ و محرر مذہب امام محمد و امام یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عامہ کتب فقہ و حدیث کی تصریحات سے واضح ہوا کہ اس کے وجوب کی حد ایک مشت ہے اور ایک مشت سے زائد کا تراش دینا ہمارے ائمہ کے نزدیک مسنون ہے اور طول فاحش مکروہ و ناپسند ہے اور خفت عقل کی دلیل اور بدصورتی و باعث انگشت نمائی۔ اور صاحب اختیار نے یہاں تک فرمایا کہ طول فاحش خلاف سنت ہے۔ **کما مر وللہ الحمد و علیٰ رسولہ اکمل الصلوٰۃ والسلام۔**

داڑھی اور مونچھ کی موڈرن ڈیزائن:

آج کل داڑھی اور مونچھ میں نئی نئی تراشیں خراشیں چل نکلیں ہیں۔ بعض لوگ لب زیریں کے بال جسے ہندی میں بچی اور عربی میں عنفقۃ اور اس کے اغل بغل کے بال جسے ہندی میں کوٹھے اور عربی میں فنیکین کہتے ہیں انہیں داڑھی سے خارج سمجھ کر مونڈ دیتے ہیں۔ حالاں کہ وہ داڑھی میں داخل ہیں اور ان کا مونڈنا یا تراشنا بدعت اور ناجائز ہے۔

امام غزالی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

ونتف الفنبکین بدعۃ وھما جانبا العنفقۃ شھد عند عمر بن عبدالعزیز رجل کان ینتف فنیکیہ فرد شھادتہ ورد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وابن ابی لیلیٰ قاضی المدینۃ شھادۃ من کان ینتف لحیتہ۔ (احیاء العلوم جلد اول ص: ۱۵۰)

ترجمہ: کوٹھوں کا اکھیڑنا بدعت ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک ایک ایسے شخص نے گواہی دی جو اپنے کوٹھوں کے بالوں کو اکھیڑتا تھا تو آپ نے اس کی گواہی رد فرمادی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ نے اس کی گواہی قبول نہ فرمائی جو اپنی داڑھی کے بال چنتا تھا۔

اور ردالمحتار ج۹ ص ۵۸۳ زکریا بکڈپو: میں ہے:

نتف الفنیکین بدعۃ وھما جانبا العنفقۃ وھی شعر الشفۃ السفلیٰ کذا فی الغرائب۔

ترجمہ: ٹھوڑی کے دونوں طرف کے بال اکھیڑنا بدعت ہے اور یہ لب زیریں کے بال ہیں۔ غرائب میں ایسے ہی ہے۔

اسی طرح فتاویٰ ھندیہ کتاب الکراہیۃ ج ۴ ص ۱۱۳ میں غرائب کے حوالے سے ہے اور حاشیہ مراقی الفلاح میں فتاویٰ ھندیہ کے حوالہ سے ہے۔

حاشیہ طحاوی میں اتنا اور ہے:

قال فی الصحاح والقاموس الفنیک بالفاء والنون کأمیر و المثنیٰ فنیکان وھما مجمع اللحیتین اوطرفاھا عند العنفقۃ۔ فی الحدیث اذا توضأت فلا تنس الفنیکین۔ یعنی جانبا العنفقۃ عن یمین وشمال۔

حاصل بحث: ان مذکورہ بالا دلائل و براہین سے خوب اچھی طرح منکشف ہوا کہ مسلمانوں کو داڑھی رکھنا واجب ولازم ہے اور اس کا مونڈنا اور ایک مشت سے کم کرنا حرام اور فسق ہے اور ایک مشت سے کم کرنے والا، مونڈنے والا فاسق معلن ہے، بیعت وارادت اور امامت وہدایت کے لائق نہیں۔ وہ نام کا پیر ہے شرعاً پیر نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیب الرحمن وآلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد جیش صدیقی برکاتی۔

داڑھی کا حکم فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"داڑھی منڈانا اور کُتَر وا کر حدِ شرع سے کم کرانا دونوں حرام وفسق ہیں اور اس کا فسق بالاِعلان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے اور فاسق مُعلن کی امامت ممنوع وگناہ ہے"

(فتاویٰ رضویہ، ج6، ص505)